مولانا محمد منظور نعمانی

شیعہ اثنا عشریہ کے بارے میں قریباً ۶۰ سال پہلے کا

اکابر علماء کا متفقہ فتویٰ!

ناچیز راقم سطور کی کتاب "ایرانی انقلاب امام خمینی اور شیعیت" کا مطالعہ کرنے کے بعد بعض اچھے اصحاب علم و دانش نے لکھا ہے کہ جب اثنا عشریہ کے عقائد وہ ہیں جو ان کی مستند کتابوں اور خود خمینی صاحب کی تصانیف سے اس کتاب میں نقل کئے گئے ہیں۔

مثلاً یہ کہ حضرات خلفائے ثلثہ (صدیق اکبر، فاروق اعظم، اور ذوالنورین) اور ان کے تمام رفقاء (ایک حضرت علی مرتضیٰ کو مستثنیٰ کر کے) ان کے ساتھ تعاون کرنے والے تمام اکابر صحابہ، مہاجرین و انصار رضوان اللہ علیہم اجمعین (معاذ اللہ) ایمان و اسلام سے قطعی محروم خالص منافق تھے۔ انہوں نے صرف حکومت و اقتدار حاصل کرنے کی ہوس میں بظاہر اسلام قبول کر لیا تھا۔ دل سے یہ اسلام اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمن تھے، اور اپنے مقصد کے حاصل کرنے کے لئے یہ ہر ناکردنی کر سکتے تھے، قرآن پاک میں تحریف بھی کر سکتے تھے، جھوٹی حدیثیں بھی گھڑ سکتے تھے اور اگر کسی وقت محسوس کرتے کہ اسلام سے وابستہ اور مسلمانوں میں شامل رہ کر ان کا یہ مقصد حاصل نہیں ہو سکتا، بلکہ اسلام اور مسلمانوں سے کٹ کر اور (ابولہب و ابوجہل کی طرح) کھلے دشمن بن کر ہی وہ حکومت و اقتدار حاصل کر سکتے ہیں تو وہ ایسا ہی کرتے۔[1]

---

[1] حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو۔

اور مثلاً اپنے اماموں کے بارے میں ان کا عقیدہ کہ ان کا درجہ انبیاء و مرسلین سے برتر و بالاتر ہے اور ان ائمہ کے بارے میں وہ عقائد جو عقیدہ ختم نبوت کی قطعی نفی کرتے ہیں۔ بلکہ ان کو مقام الوہیت تک پہونچا دیتے ہیں۔ [1]

اور خاص کر یہ عقیدہ کہ موجودہ قرآن محرّف ہے، یہ اصلی اور کامل قرآن نہیں ہے [2]

الغرض اثنا عشریہ کے جب یہ عقائد ہیں، تو حضرات علمائے کرام نے ان کے خارج از اسلام ہونے کا اس طرح فیصلہ کیوں نہیں کیا۔ جس طرح قادیانیوں کے بارے میں فیصلہ کیا گیا۔

راقم سطور نے مناسب سمجھا کہ ان حضرات کو الگ الگ جواب دینے کے بجائے "الفرقان" میں لکھ دیا جائے، تاکہ جن دوسرے حضرات کے ذہن میں یہ سوال ہو ان تک بھی جواب پہنچ جائے۔

اس سلسلہ میں سب سے پہلی اور سب سے اہم قابل لحاظ بات یہ ہے کہ کسی شخص یا کسی فرقہ کی تکفیر اور اس کو خارج از اسلام قرار دینے کا معاملہ عنداللہ شرعاً ایسا ہی سنگین اور اس کے قتل کا حکم دینے کے برابر ہے، اس لئے اصحاب تقویٰ اور محتاط علمائے کرام کا یہ رویہ رہا ہے کہ کسی فرد یا کسی فرقہ کے خارج از اسلام ہونے کا فیصلہ وہ اسی وقت کرتے ہیں، جب ان کے موجب کفر عقیدہ کے بارے میں دن کی روشنی کی طرح ان کو یقین ہو جاتا ہے۔ اور کسی تاویل کی ان کے لئے گنجائش نہیں رہتی! اور پھر اس کی تکفیر اور خارج از اسلام قرار دینے کا فیصلہ اور اس کا اظہار و اعلان ان کا دینی فریضہ ہو جاتا ہے۔ اور سکوت ان کے لئے جائز نہیں رہتا۔

حاشیہ صفحہ گذشتہ [1] یہ حاصل اور خلاصہ ہے اس کا جو خمینی صاحب نے اپنی فارسی کتاب "کشف الاسرار" میں حضرات خلفائے ثلٰثہ اور ان کے رفقاء اکابر صحابہ کے بارے میں تقیہ کی لاگ لپیٹ کے بغیر لکھا ہے، "کشف الاسرار" کی اصل فارسی عبارتیں میری کتاب کے صفحہ ۳ سے ۹۶ تک دیکھی جا سکتی ہیں۔

[1] اس کے لئے مذہب شیعہ کی مستند کتابوں کے حوالے اور ان کی عبارتیں میری کتاب میں ص ۱۱۹ تا ۱۹۰ دیکھی جائیں،

[2] اس کے لئے میری کتاب کے ص ۲۰۵ سے ۲۸۲ تک کا مطالعہ کیا جائے۔

www.jmmpak.org

مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کے متبعین کے بارے میں بھی یہی ہوا، کہ ہمارے اصحاب فتویٰ اکابر علماء نے ان کے مہدی و مسیح ہونے کے دعوؤں کے باوجود، اور اپنی تحریروں میں اپنے لئے نبی و رسول کا لفظ استعمال کرنے کے باوجود اس وقت تک تکفیر نہیں کی جب تک کہ یہ حقیقت روز روشن کی طرح ان کے سامنے نہیں آگئی، کہ یہ شخص حقیقی اور شرعی معنی میں نبی و رسول ہونے کا مدعی ہے اور اس عقیدہ ختم نبوت کا منکر ہے، جو ضروریات دین میں سے ہے اور اسی طرح کی موجب کفر باتیں جن میں کسی تاویل کی گنجائش نہیں تھی۔

اور ممالک عربیہ کے محتاط علماء و اصحاب فتویٰ جو مرزا غلام احمد کی اردو زبان میں لکھی ہوئی کتابیں ہماری طرح نہیں پڑھ سکتے تھے، وہ ان کی اور ان پر ایمان لانے والے قادیانیوں کی تکفیر کی تائید کرنے پر بھی ایک زمانہ تک آمادہ نہیں ہوتے تھے۔ اب صرف ۳۲-۳۳ سال پہلے کا واقعہ ہے، ۱۹۵۲ء میں کراچی میں "موتمر علماء اسلام" کا اجلاس تھا، حضرت مولانا سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ اس کے داعی تھے، دوسرے ممالک کے اکابر و مشاہیر علماء بھی مدعو تھے اور شریک ہوئے تھے۔ ہندوستان سے رفیق محترم مولانا سید ابوالحسن علی میاں اور اس عاجز کو بھی شرکت کی دعوت دی گئی تھی۔ میاں مشورہ سے میرا جانا طے ہوا۔ عالم اسلام کی عظیم شخصیت سماحۃ المفتی امین الحسینی علیہ الرحمۃ اجلاس کے صدر تھے۔ اس وقت پاکستان میں قادیانیوں کو خارج از اسلام اور غیر مسلم اقلیت قرار دئے جانے کی مہم مجلس احرار ہی چلا رہی تھی (قیام پاکستان کے بعد سے اس نے اسی مسئلہ کو اپنا موضوع اور جد و جہد کا ہدف بنا لیا تھا) اس کے صدر اس وقت قاضی احسان احمد شجاع آبادی مرحوم تھے۔ وہ خود اور ان کے ساتھ مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاری علیہ الرحمۃ کے فرزند مولانا سید عطاء المنعم آئے۔ ان حضرات نے کانفرنس کے منتظمین کے سامنے یہ بات رکھی، کہ قادیانیوں کے خارج از اسلام ہونے کی تجویز علماء کی اس عالمی کانفرنس میں پاس ہو جائے۔ ان حضرات نے کہا کہ آپ اس بارے میں صدر اجلاس مفتی امین الحسینی صاحب سے بات کر لیں۔ یہ حضرات مفتی صاحب کی خدمت میں آئے۔ اتفاق سے اس وقت راقم سطور بھی وہیں تھا۔ مولانا سید عطاء المنعم صاحب نے مفتی صاحب کے سامنے اپنا مسئلہ رکھا، اور عربی زبان میں گفتگو کرتے ہوئے بتلایا کہ قادیانی ختم نبوت کے منکر ہیں، مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی و رسول مانتے ہیں

موجبات کفر کا بھی ذکر کیا۔ اور چاہا کہ مفتی صاحب بھی اس سے اتفاق کر لیں، اور اس کے بارے میں اجلاس میں ایک تجویز پاس ہو جائے۔ لیکن مفتی صاحب اس وقت اس کے لئے آمادہ نہیں ہوئے۔ راقم سطور کے نزدیک اسکی وجہ یہی تھی کہ صرف ان حضرات کی گفتگو سے مفتی صاحب کو وہ یقین اور اطمینان حاصل نہیں ہو سکا جو ان کے نزدیک تکفیر کے لئے ضروری تھا۔ مفتی صاحب کے علاوہ بھی اس عاجز نے متعدد ایسے عرب علماء کو دیکھا جن کا یہی رویہ تھا۔ میرے نزدیک اس کی وجہ یہی تھی کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور قادیانیوں کے بارے میں ان کو وہ واقفیت نہیں تھی جو ہم لوگوں کو ہے۔ اگر ان حضرات کو وہ واقفیت ہوتی تو وہ بھی ان کی تکفیر کو دینی فریضہ سمجھتے۔

امید ہے کہ ان سطروں کے پڑھنے کے بعد ان حضرات کے لئے بھی جنہوں نے میری کتاب "ایرانی انقلاب امام خمینی اور شیعیت" کا مطالعہ فرمایا ہے اس کا سمجھنا آسان ہوگا کہ شیعوں کے مذکورہ بالا عقائد کے باوجود (جو یقیناً موجب کفر ہیں) متقدمین اور متاخرین علمائے اسلام کی طرف سے ان کے خارج از اسلام ہونے کا اجتماعی اور اتفاقی فیصلہ کیوں نہیں کیا جا سکا

جہاں تک ہمارے علمائے متقدمین کا تعلق ہے، میری کتاب میں تفصیل سے لکھا جا چکا ہے کہ شیعہ مذہب میں کتمان (دین و مذہب کو چھپانے) کا اور تقیہ کا جو تاکیدی حکم ہے اس کی وجہ سے شیعوں کے عقائد اور ان کی بنیادی کتابوں سے ہمارے علمائے متقدمین بالکل واقف نہ ہو سکے بعد میں جب پریس کا دور آیا، اور ان کی وہ کتابیں چھپ گئیں تب بھی دیا ستثنائے شاذ و نادر ہمارے علمائے اہلسنت نے ان کے مطالعہ کی کوئی ضرورت نہیں سمجھی۔ راقم سطور کو مختلف مدارس میں اپنی تعلیم کے ابتدائی، وسطانی اور آخری مراحل میں جن حضرات اساتذہ سے استفادے اور تلمذ کی سعادت حاصل ہوئی۔ ان کی تعداد ۳۰۔ ۴۰ سے کم نہ ہوگی۔ میں نے ان میں سے کسی کے درس میں یہ محسوس نہیں کیا کہ انہوں نے مذہب شیعہ اور اس کی بنیادی کتابوں کا مطالعہ فرمایا ہے۔ غالباً اس کی وجہ یہی تھی کہ ان کو کبھی اس کی ضرورت پیش نہیں آئی جس طرح کہ خوارج، معتزلہ، مرجیہ وغیرہ فرقوں کی کتابوں کے مطالعہ کی کبھی ضرورت محسوس نہیں ہوئی۔

جن اکابر علماء کو اس عاجز نے پایا۔ ان میں صرف حضرت مولانا محمد عبدالشکور فاروقی لکھنوی علیہ الرحمۃ کو دیکھا کہ انھوں نے شیعہ مذہب اور اس کی مستند بنیادی کتابوں کا تفصیلی اور تحقیقی مطالعہ فرمایا تھا۔ اور اس مطالعہ سے اس فرقہ کی دوسری بہت سی گمراہیوں کے علاوہ یہ دو انتہائی سنگین گمراہانہ عقیدے روز روشن کی طرح مولانا ممدوح کے سامنے آئے۔

ایک یہ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے براہ راست دینی تعلیم و تربیت پانے والے وہ تمام صحابہ جنھوں نے حضرات خلفائے ثلثہ کو خلیفہ برحق مانا، اور ان کے ساتھ تعاون کیا (یعنی جمہور صحابہ مہاجرین و انصار) سب ایمان سے محروم خالص منافق تھے۔ صرف حضرت علی اور ان کے چند ساتھی (جن کی تعداد دس بھی نہ تھی) مومن تھے۔ لیکن ساتھ ہی ایسے تقیہ باز تھے کہ خلفائے ثلثہ کے پورے ۲۴ سالہ دور خلافت میں یقین کے ساتھ یہ جاننے کے باوجود کہ یہ مومن نہیں خالص منافق ہیں۔ ازراہ تقیہ برابر ان کے پیچھے نمازیں پڑھتے رہے، اور وفاداری و تعاون کا اظہار کرتے رہے۔

الغرض شیعہ مذہب کی بنیادی کتابوں کے مطالعہ سے یہ بات آفتاب نیمروز کی طرح حضرت مولانا کے سامنے آگئی کہ شیعہ حضرات کے نزدیک صحابہ کرام کی پوری جماعت میں کوئی بھی قابل اعتبار، صداقت شعار نہیں تھا۔ یا منافقین تھے یا تقیہ باز مومنین۔ اس عقیدہ کا لازمی اور بدیہی نتیجہ یہ ہے کہ دین اسلام کی کوئی بات بھی قابل اعتبار نہیں رہتی کیونکہ سارا دین ان صحابہ کرام ہی کے ذریعہ بعد کی امت کو ملا ہے۔ اور موجودہ قرآن بھی قابل اعتبار نہیں کیونکہ وہ بھی امت کو صحابہ کرام ہی سے ملا ہے اس لئے اس عقیدہ کے ہوتے ہوئے قرآن پر ایمان کا عقلی امکان بھی نہیں۔

دوسری بات اس مطالعہ سے حضرت مولانا کے سامنے یہ آئی۔ کہ شیعہ مذہب کی ان بنیادی کتابوں میں جن پر اس مذہب کی بنیاد ہے ایک دو، دس بیس۔ سو دو سو ہی نہیں۔ بلکہ ہزاروں کی تعداد میں وہ روایتیں ہیں جن میں ان کے ائمہ معصومین نے اس قرآن کو محرف بتلایا ہے اور ان کے ان علمائے متقدمین نے جو شیعہ مذہب میں سند کا درجہ رکھتے ہیں، ان روایات کے مطابق قرآن کے محرف ہونے کے ثبوت میں مستقل کتابیں لکھی ہیں۔ ان سب کے مطالعہ کے بعد یقین کے ساتھ یہ بات سامنے آجاتی ہے کہ کسی شیعہ کے لئے اپنے مذہب کی رو سے اس کی گنجائش نہیں ہے کہ وہ قرآن کو محرف نہ سمجھے، ہاں تقیہ کے طور پر تحریف کے عقیدہ سے انکار کر سکتا ہے

www.jmmpak.org

شیعہ مذہب اور شیعوں سے متعلق ان دو باتوں کے سامنے آجانے کے بعد حضرت مولانا علیہ الرحمۃ نے اپنا دینی فریضہ سمجھا کہ خواص و عوام اہل سنت کو شیعوں کے ان عقائد اور شیعہ مذہب کی حقیقت سے واقف کرانے کی امکانی کوشش کی جائے، چنانچہ مولانا نے اپنی زندگی اس مقصد اور اس کام کے لئے گویا وقف کر دی۔ توفیق الٰہی ان کی رفیق ہوئی۔ اور اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے ان سے وہ کام لیا جو اس راہ میں ہمیشہ امت کی راہ نمائی کرتا رہے گا۔ اس سلسلہ میں مولانا نے اس کی بھی ضرورت محسوس فرمائی کہ شیعہ اثنا عشریہ کے خارج از اسلام ہونے کے بارے میں ایک فتویٰ مرتب کیا جائے، اور دوسرے حضرات علماء کرام و اصحاب فتویٰ کی تصدیقات کے ساتھ اس کو شائع کیا جائے۔ چنانچہ اب سے قریباً ساٹھ سال پہلے مولانا نے ایک سوال کے جواب میں وہ فتویٰ خود لکھا اور اس دور کے اکابر علماء و اصحاب فتویٰ کی تصدیق کے ساتھ وہ پہلی دفعہ "شاہی پریس لکھنؤ" میں طبع ہو کر شائع ہوا۔ اس کا عنوان تھا۔

شیعہ اثنا عشریہ کے کفر و ارتداد کے متعلق علمائے کرام کا متفقہ فتویٰ

www.jmmpak.org

جہاں تک راقم سطور کا اندازہ ہے یہ نسخہ اب نایاب ہے، ہمارے اس زمانہ کے اہل علم و اصحاب فتویٰ کو بھی اس کا علم نہیں ہے۔ حسن اتفاق سے اس کا ایک نسخہ دارالعلوم ندوۃ العلماء کے کتب خانہ میں محفوظ تھا، وہی اس وقت سامنے ہے۔ بعض حضرات اہل علم کے جن خطوط کا اوپر حوالہ دیا گیا ہے ان کے ملنے کے بعد راقم سطور نے ضروری سمجھا کہ وہ فتویٰ بعینہ الفرقان میں شائع کر دیا جائے اور ان حضرات علمائے کرام و اصحاب فتویٰ کے اسمائے گرامی بھی جنہوں نے اس فتوے کی تائید و توثیق فرمائی ہے۔

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ اس فتوے میں حضرت مولانا علیہ الرحمۃ نے شیعوں کے صرف عقیدۂ تحریف قرآن کا ذکر فرمایا ہے، اور اسی کو فتوائے تکفیر کی بنیاد قرار دیا ہے، کیونکہ اس میں کسی کے لئے شک شبہ اور چون وچرا کی گنجائش نہیں ہے۔ اور مسئلہ کی مزید تحقیق کے لئے

اپنی کتاب "تنبیہ الحائرین" کا حوالہ دیدیا ہے۔

اس موقع پر یہ عاجز اس حقیقت کا اظہار بھی ضروری سمجھتا ہے کہ حضرت مولانا محمد عبدالشکور صاحب فاروقی لکھنوی علیہ الرحمۃ کی عام شہرت ایک مناظر (خاص طور سے شیعوں کے مقابلہ میں اہل سنت کے ایک کامیاب مناظر و وکیل) اور رسالہ "النجم لکھنؤ" کے ایڈیٹر کی حیثیت سے تھی، اور یہ شہرت حضرت مولانا کی اصل شخصیت کے لیے بہت بڑا حجاب بنی۔ جس شخص کو مناظر یا کسی رسالہ کا ایڈیٹر سمجھا جائے، اس کے بارے میں خاص کر ہمارے اس زمانے میں علمی اور دینی لحاظ سے کبھی بلند تصور نہیں کیا جا سکتا۔ یہ عاجز راقم سطور حضرت مولانا سے کسی درجہ میں واقف تو اپنی طالب علمی کے زمانے سے تھا، اس کے بعد قریباً ۳۰ سال تک ایسا تعلق رہا کہ سفر و حضر میں ان کے شب و روز دیکھنے کا بار بار موقع ملا۔ اپنے ذاتی علم و مشاہدہ کی بنا پر یہ عاجز شہادت دے سکتا ہے کہ حضرت مولانا علیہ الرحمۃ صرف راسخ العلم اور وسیع المطالعہ عالم ہی نہیں تھے بلکہ علمائے ربانیین میں سے تھے اس عاجز کا احساس و اندازہ ہے کہ وہ تحریر و تقریر اور مناظرہ بھی ادائے فرض اور عبادت کی نیت سے کرتے تھے۔ برصغیر کے علمائے اہل حق کو ان پر پورا اعتماد تھا، اور وہ سمجھتے تھے کہ وہ ہم سب کی طرف سے فرض کفایہ ادا کر رہے ہیں، اسی لیے شیعہ اثنا عشریہ سے متعلق ان کے اس فتوے کی ان تمام علمائے کرام نے تصدیق و توثیق کی جن کے پاس وہ اس وقت بھیجا گیا تھا۔ آگے وہ فتویٰ ملاحظہ فرمایا جائے۔

(مطبوعہ نسخہ میں کتابت کی جو غلطیاں محسوس ہوئیں، ان کی تصحیح کر دی گئی ہے)

اللّٰھم ارنا الحق حقاً وارزقنا اتباعہ وارنا الباطل باطلاً وارزقنا اجتنابہ۔

---

www.jmmpak.org

شیعہ اثنا عشریہ کے کفر و ارتداد کے متعلق علماء کرام کا متفقہ فتویٰ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حامداً و مصلیاً

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ شیعہ اثنا عشری مسلمان ہیں یا خارج از اسلام۔ اور ان کے ساتھ مناکحت جائز اور ان کا ذبیحہ حلال ہے یا نہیں۔ ان کے جنازہ کی نماز پڑھنا یا ان کو اپنے جنازہ میں شریک کرنا درست ہے یا نہیں۔ نیز اگر وہ کسی مسجد کی تعمیر کے لئے چندہ دینا چاہیں تو لیا جائے یا نہیں۔؟

الجواب و اللہ الموفق للصواب

بشیعہ اثنا عشری قطعاً خارج از اسلام ہیں۔ ہمارے علمائے سابقین کو چونکہ ان کے مذہب کی حقیقت کی صحیح معلومات نہ تھی بوجہ اس کے کہ یہ لوگ اپنے مذہب کو چھپاتے ہیں اور کتابیں بھی ان کی نایاب تھیں۔ لہٰذا بعض محققین نے بنا بر احتیاط ان کی تکفیر نہیں کی تھی، مگر آج ان کی کتابیں نایاب نہیں رہیں، اور ان کے مذہب کی حقیقت منکشف ہو گئی، اس لئے تمام محققین ان کی تکفیر پر متفق ہو گئے ہیں۔ ضروریات دین کا انکار قطعاً کفر ہے اور قرآن شریف ضروریات دین میں سب سے اعلیٰ و ارفع چیز ہے۔ اور شیعہ بلا اختلاف کیا ان کے متقدمین اور کیا متاخرین سب کے سب تحریف قرآن کے قائل ہیں۔ ان کی معتبر کتابوں میں دو ہزار سے زائد روایات تحریف قرآن کی موجود ہیں جن میں پانچ قسم کی تحریف قرآن شریف میں بیان کی گئی ہے۔ کمی، بیشی۔ تبدیلی الفاظ، تبدیلی حروف خرابی ترتیب۔ خرابی ترتیب سورتوں میں بھی اور آیتوں میں بھی۔ کلمات میں بھی۔ ان پانچ قسم کی تحریف

www.jmmpak.org

کی روایات کے ساتھ ان کے علماء کا اقرار رہا ہے کہ یہ روایات متواتر ہیں، تحریف قرآن پر صریح الدلالۃ ہیں۔ اور انھیں کے مطابق اعتقاد ہے۔ علمائے شیعہ میں گنتی کے چار آدمی تحریف قرآن کے منکر ہیں۔ شیخ صدوق ابن بابویہ قمی۔ شریف مرتضیٰ۔ ابو جعفر طوسی۔ ابو علی طبرسی مصنف تفسیر مجمع البیان تو ان چار اشخاص کے اقوال چونکہ محض بے دلیل اور روایات متواترہ کے خلاف ہیں اس لئے خود علمائے شیعہ نے ان کو رد کر دیا ہے۔ پوری تحقیق اس بحث کی میری کتاب "تنبیہ الحائرین" میں ہے۔ من شاء فلیطالعہ۔ علامہ بحر العلوم فرنگی محلی پہلے شیعوں کے مسلمان ہونے کا فتویٰ دیتے تھے، مگر تفسیر مجمع البیان کے دیکھنے سے ان کو معلوم ہوا کہ شیعہ تحریف قرآن کے قائل ہیں۔ لہذا انھوں نے فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت میں شیعوں کے کفر کا فتویٰ دیا۔ اور لکھا کہ قرآن شریف کی تحریف کا جو قائل ہو وہ قطعاً کافر ہے۔ المختصر شیعوں کا کفر بر بنائے عقیدۂ تحریف قرآن محل تردد نہیں ہے علاوہ اس کے دوسرے وجوہ کفر بھی ہیں۔ مثل عقیدہ بدا۔ قذف ام المومنین وغیرہ کے مگر ان میں کچھ تاویل کی گنجائش ہے۔ لہذا شیعوں کے ساتھ مناکحت قطعاً ناجائز اور ان کا ذبیحہ حرام ان کا چندہ مسجد میں لینا ناروا ہے۔ ان کا جنازہ پڑھنا یا ان کو جنازہ میں شریک کرنا جائز نہیں ہے۔ ان کی مذہبی تعلیم ان کی کتابوں میں یہ ہے کہ سنیوں کے جنازہ میں شریک ہو کر یہ دعا کرنا چاہیے کہ یا اللہ اس کی قبر کو آگ سے بھر دے، اور اس پر عذاب نازل کر۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

کتبہ احقر العباد ناچیز محمد عبدالشکور عافاہ مولاہ

حضرات علماء کرام واصحاب فتویٰ کی تصدیقات

آگے اس فتوے پر حضرات علمائے کرام کی تصدیقات ہیں۔ بعض حضرات نے اپنی طرف سے کچھ تحریر فرما کر فتوے کی تائید و توثیق کی ہے۔ اور اکثر حضرات نے صرف "الجواب صحیح" جیسے کلمات لکھ کر تصدیق فرمائی ہے۔ سب سے پہلی تائید و تصدیق اس زمانے کے مفتی دار العلوم دیوبند

حضرت مولانا مفتی ریاض الدین صاحب کی ہے۔ انھوں نے دستخط کے ساتھ تاریخ بھی لکھی ہے
۱۹ رصفر ۱۳۴۳ھ۔

اس کے آگے جن حضرات کی تصدیقات ہیں ہم ان کے صرف اسمائے گرامی مطبوعہ نسخے کی ترتیب ہی کے مطابق ذیل میں درج کر دیے ہیں۔

حضرت مولانا سید محمد مرتضیٰ حسن صاحبؒ (چاندپوری) ناظم تعلیمات دارالعلوم دیوبند۔
حضرت مولانا محمد اعزاز علی صاحبؒ (شیخ الفقہ والادب دارالعلوم دیوبند)
حضرت مولانا مفتی مہدی حسن صاحبؒ شاہجہانپوری
حضرت مولانا سید حسن صاحبؒ دیوبندی (استاذ دارالعلوم دیوبند)
حضرت مولانا مفتی محمود احمد صاحبؒ (مدرس دارالعلوم دیوبند)
حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ (استاذ دارالعلوم دیوبند)
حضرت مولانا محمد رسول خاں صاحب (استاذ دارالعلوم دیوبند)
مولانا محمد یامین صاحب (استاذ دارالعلوم دیوبند)
حضرت مولانا عبدالسمیع صاحب (استاذ دارالعلوم دیوبند)
حضرت مولانا نبیہ حسن صاحب (استاذ دارالعلوم دیوبند)
مولانا اصغر علی صاحب (استاذ دارالعلوم دیوبند)
حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ (صدر المدرسین و شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند)
حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحبؒ (استاذ دارالعلوم دیوبند)
مولانا عبدالوحید صاحب (استاذ دارالعلوم دیوبند)
مولانا محمد انور صاحبؒ
مولانا خلیل احمد صاحبؒ
حضرت مولانا سید اصغر حسین صاحبؒ (استاذ دارالعلوم دیوبند)
حضرت مولانا محمد طیب صاحبؒ (نائب مہتمم و استاذ دارالعلوم دیوبند)
مولانا محمد چراغ صاحب (استاذ انوار العلوم گوجرانوالہ)

حضرت مولانا محمد عبد العزیز صاحب (مفتی شہر و خطیب جامع مسجد گوجرانوالہ، مصنف نبراس الساری وغیرہ)

حضرت مولانا حافظ عبد الرحمٰن صاحبؒ (صدر مدرس مدرسہ اسلامیہ جامع مسجد امروہہ)

مولانا انوار الحق صاحبؒ (صدر مدرس مدرسہ عالیہ چلہ امروہہ)

مولانا ابو الطیب محمد منظور نعمانی صاحب (استاذ مدرسہ عالیہ چلہ امروہہ)

حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی (شیخ التفسیر جامعہ اسلامیہ ڈابھیل)

مولانا مفتی ظہور احمد صاحب بہاریؒ (صدر مدرس و مفتی مدرسہ عالیہ فرقانیہ لکھنؤ)

مولانا محمد اسباط صاحب (استاذ مدرسہ عالیہ فرقانیہ لکھنؤ)

اس مطبوعہ فتوے کے آخر میں اسی مسئلہ (اثنا عشریہ کے کفر یا اسلام) سے متعلق ایک دوسرا استفتاء اور اس کا جواب بھی شامل ہے۔ اس استفتاء میں کسی شخص مسمّی نذیر احمد کے بارے میں لکھا گیا ہے کہ وہ رافضی ہوگیا ہے۔ خلفائے راشدین خصوصاً سیدنا عمر رضی اللہ عنہم اجمعین کی شان میں گستاخی کرتا ہے۔ اس کے بارے میں سوال کیا گیا ہے کہ وہ مرتد ہے یا مسلمان؟

اس استفتاء کا جواب اس زمانے کے دار العلوم دیوبند کے نائب مفتی مولانا مسعود صاحب نے لکھا ہے۔ اس میں انھوں نے تحریر فرمایا ہے

"اگر فی الواقع نذیر احمد نے شیعہ مذہب اختیار کرلیا ہے اور سبِّ شیخین کرتا ہے یعنی حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کو گالی دیتا ہے تو وہ مرتد ہے۔ فتاویٰ عالمگیری باب المرتدین میں ہے۔ "الرافضی اذا سبّ الشیخین ویلعنهما العیاذ باللہ فهو کافر الخ (رافضی اگر شیخین کو گالیاں دے اور ان پر لعنت کرے (معاذ اللہ) تو وہ کافر ہے۔)

آگے تحریر فرمایا ہے۔

"ان لوگوں سے مناکحت کرنا اہل سنت وجماعت کو حرام ہے، کیونکہ مسلمان اور کافر میں باہم نکاح صحیح منعقد نہیں ہوتا۔ کذا فی الشامی باب المحرمات

واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسعود احمد عفا اللہ عنہ نائب مفتی دارالعلوم دیوبند۔

اس فتوے کی تصدیق کرتے ہوئے حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحبؒ نے تحریر فرمایا ہے۔

ھوالموفق۔ اگر نذیر احمد غالی شیعہ ہو گیا ہے۔ یعنی حضرت عائشہؓ پر تہمت کا قائل ہے یا قرآن مجید کو صحیح اور کامل نہیں سمجھتا۔ یا حضرت ابوبکر صدیقؓ کی صحبت کا منکر ہے۔ یا حضرت علیؓ کی الوہیت کا قائل ہے۔ تو بیشک وہ کافر ہے۔

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ۔ دہلی۔

قریباً ساٹھ سال پہلے کے اس مطبوعہ فتوے کے بارے میں یہاں تک جو کچھ عرض کیا گیا، اس کا مقصد اپنے زمانے کے ان حضرات اہل علم کو اس سے صرف واقف کرانا تھا جو واقف نہیں ہیں۔ اگر ضرورت محسوس ہوئی تو ان شاء اللہ اس موضوع پر آئندہ مستقلاً زیادہ تفصیل سے لکھا جائے گا۔

www.jmmpak.org

www.jmmpak.org